۴

آمدِ صبح

اس سبق کی تدریس کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

سننا
- کلام / بات کو آغاز / درمیان سے سُن کر نظم کے مرکزی خیال، نکتے یا تصور تک رسائی حاصل کر کے سیاق و سباق سمجھتے ہوئے موضوع بیان کر سکیں۔

پڑھنا
- مختلف منظوم اصنافِ ادب پڑھ کر شعرا کے طرزِ تحریر کو شناخت کر سکیں۔
- کسی بھی نظم میں موضوعات کی شناخت کرتے ہوئے اس کی وضاحت کے لیے اپنی رائے کا اظہار کر سکیں۔
- کسی بھی نظم کو پڑھ کر حوالوں کے ساتھ اس کے اشعار کی تشریح کرتے ہوئے اس پر اپنی رائے دے سکیں۔

لکھنا
- نظم کے اشعار کی حوالوں (شاعری کے پس منظر، اندازِ بیان، شعری محاسن کے استعمال کی وضاحت) کے ساتھ تشریح کر سکیں۔

قواعد / زبان شناسی
- تراکیب لفظی کی شناخت کر سکیں اور اس کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اپنی تحریر میں اس کا استعمال کر سکیں۔

خاص الفاظ	اُوس	بہشتِ نعیم	چرخِ اَخضری	حُباب	خُوش الحانیاں
	دَریچے	دَم بہ دَم	طائر	قُمری	مینائے لاجوَرد

ہدایات برائے اساتذہ کرام

- اُردو مرثیہ نگاری میں میر انیسؔ اور میر زا دبیرؔ کی شاعرانہ خوبیوں اور طرزِ تحریر سے طلبہ کو آگاہ کریں تاکہ وہ خود بھی نظم پارے پڑھ کر طرزِ تحریر کو شناخت کرنے کے قابل ہو سکیں۔

میر ببر علی انیسؔ (۱۸۰۰ء۔ ۱۸۷۴ء)

میر ببر علی نام، انیسؔ تخلص، فیض آباد میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام میر خلیق تھا، جو اپنے وقت کے مشہور مرثیہ گو شاعر تھے۔ میر انیسؔ نے ابتدائی تعلیم اپنی والدہ سے حاصل کی جب کہ مشقِ سخن کے لیے اپنے والد سے تربیت پائی۔ کچھ عرصہ فیض آباد میں رہنے کے بعد انیسؔ کا پورا خاندان لکھنؤ چلا آیا۔ جہاں مستقل سکونت اختیار کر لی گئی۔ سلطنتِ اودھ کے زوال کے بعد میر انیسؔ، عظیم آباد (پٹنہ) چلے گئے۔ کچھ وقت حیدر آباد، دکن میں گزارنے کے بعد آخری عمر میں پھر لکھنؤ واپس آ گئے۔

میر انیسؔ ایک قادر الکلام شاعر تھے۔ انھوں نے کربلا کے واقعے پر ہزاروں کی تعداد میں مرثیے، سلام، قطعات و رباعیات لکھیں۔ ان کے مرثیوں میں بہت روانی، کلام کی صفائی اور لطفِ زبان پایا جاتا ہے۔ انھیں واقعہ نگاری، فطرت نگاری اور منظر نگاری میں کمال حاصل ہے۔ اعلیٰ شعری محاسن اور فصاحت و بلاغت ان کی شاعری کا زیور ہیں۔ ان کے مرثیے، مراثیِ انیس اور کلیاتِ انیس کے عنوانات سے چھپ چکے ہیں۔

پڑھیں

پڑھنے سے پہلے پوچھیں

- مرثیہ سے مراد کون سی نظم ہے؟
- اُردو مرثیہ نگاری پر کس زبان کی شاعری کا اثر زیادہ ہے؟

پھُولا شَفَق سے، چَرخ پہ جب لالہ زارِ صبح
گل زارِ شب، خزاں ہوا، آئی بہارِ صبح
کرنے لگا فلک، زرِ انجم، نثارِ صبح
سرگرم ذکرِ حق ہوئے، طاعت گزارِ صبح
تھا چرخِ اخضری پہ، یہ رنگ، آفتاب کا
کِھلتا ہے جیسے، پھُول چمن میں، گلاب کا

چلنا وہ بادِ صبح کے، جھونکوں کا، دم بہ دم
مرغانِ باغ کی، وہ خوش الحانیاں، بہم
وہ آب و تابِ نہر، وہ موجوں کا پیچ و خم
سردی ہوا میں ، پر نہ زیادہ، بہت، نہ کم
کھا کھا کے اوس، اور بھی سبزہ، ہرا ہوا
تھا موتیوں سے، دامنِ صحرا، بھرا ہوا

وہ نورِ صبح، اور وہ صحرا، وہ سبزہ زار
تھے طائروں کے غول، درختوں پہ، بے شمار
چلنا نسیمِ صبح کا، رہ رہ کے، بار بار
کُو کُو وہ قمریوں کی ، وہ طاؤس کی پکار
وا تھے، دریچے باغِ بہشتِ نعیم کے
ہر سُو رواں تھے، دشت میں جھونکے نسیم کے

آمد وہ آفتاب کی ، وہ صبح کا سماں
تھا جس کی ضو سے، وجد میں، طاؤسِ آسماں
ذروں کی روشنی پہ، ستاروں کا تھا گماں
نہرِ فرات، بیچ میں تھی مثلِ کہکشاں

ہر نخل پر، ضیائے سرِ کوہِ طور تھی
گویا فلک سے، بارشِ بارانِ نور تھی

اوجِ زمیں سے، پست تھا، چرخِ زبر جدی
کوسوں تھا، سبزہ زار سے، صحرا زمردی
ہر خشک و تر پہ تھا، کرمِ بحرِ سرمدی
بے آب تھے مگر، دُرِ دریائے احمدیﷺ
روکے ہوئے تھی، نہر کو، اُمت رسولﷺ کی
سبزہ ہرا تھا، خشک تھی، کھیتی بتولؑ کی

وہ پھولنا شفق کا، وہ مینائے لاجورد
مخمل سی وہ گیاہ، وہ گل سبز و سرخ و زرد
رکھتی تھی، پھونک کر، قدم اپنا، ہوائے سرد
یہ خوف تھا، کہ دامنِ گُل پر، پڑے نہ گرد
دھوتا تھا دل کے داغ، چمن لالہ زار کا
سردی جگر کو دیتا تھا، سبزہ کچھار کا

تھا بس کہ، روزِ قتل شہِ آسماں جنابؑ
نکلا تھا خوں ملے ہوئے، چہرے پہ آفتاب
تھی نہرِ علقمہ بھی، خجالت سے آب آب
روتا تھا، پھوٹ پھوٹ کے، دریا میں ہر حباب
پیاسی جو تھی،سپاہِ خدا، تین رات کی
ساحل سے، سر پٹکتی تھیں، موجیں فرات کی
(مرثیہ: میر ببر علی انیسؔ)

مشق

سننا

۱۔ ایک طالب علم / طالبہ شاملِ نصاب مرثیے کے پہلے اور چوتھے بند کے دو دو اشعار درست تلفظ کے ساتھ پڑھے۔ باقی طلبہ نظم کے اس آغاز اور درمیان کو سُن کر نظم کے مرکزی خیال، نکتے یا تصور تک رسائی حاصل کر کے سیاق و سباق سمجھتے ہوئے موضوع کو باری باری بیان کریں۔ رہ نمائی کے لیے "پڑھنا" میں موجود "مرکزی خیال اور سیاق و سباق" کی عبارت سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

(پہلا بند)

پھولا شفق سے چرخ پہ جب لالہ زارِ صبح
گل زارِ شب خزاں ہوا آئی بہارِ صبح
کرنے لگا فلک، زرِ انجم نثارِ صبح
سرگرمِ ذکرِ حق ہوئے طاعت گزارِ صبح

(آخری بند)

آمد وہ آفتاب کی ، وہ صبح کا سماں
تھا جس کی ضو سے وجد میں طاؤسِ آسماں
ذروں کی روشنی پہ ستاروں کا تھا گماں
نہرِ فرات بیچ میں تھی مثلِ کہکشاں

پڑھنا

مرکزی خیال اور سیاق و سباق

مرکزی خیال کا لغوی مطلب وہ خاص معنی جسے ادبی اظہار کا روپ دینا، فن کار کا مقصد ہوتا ہے۔ اس لیے ادب پارے کو ایک دائرہ سمجھ لیا جاتا ہے اور مقصد کو مرکز۔ اصطلاحی اعتبار سے کسی بھی نظم یا نثر پارے کا نچوڑ یا اصلی مفہوم جس کو سامنے رکھ کر شاعر یا ادیب اسے تخلیق کرتا ہے، مرکزی خیال کہلاتا ہے۔ مرکزی خیال لکھتے وقت یہ خیال رکھا جاتا ہے کہ مرکزی خیال کسی تحریر کا بنیادی موضوع ہوتا ہے جس کے گرد ادب پارے کی تمام معلومات گھومتی ہیں۔ اس لیے شاعر یا مصنف کے بنیادی پیغام کو سمجھ کر انتہائی مختصر الفاظ میں دو سے تین سطروں میں مرکزی خیال لکھ دیا جاتا ہے۔

سباق سے مراد کسی مکمل ادب پارے (نظم یا نثر) سے ماخوذ اقتباس یا عبارت سے پہلے آنے والے حالات و واقعات یا معلومات جب کہ سیاق سے مراد کسی مکمل ادب پارے سے ماخوذ اقتباس یا عبارت (نثر یا نظم) کے بعد آنے والے حالات و واقعات اور معلومات یعنی کسی منثور یا منظوم اقتباس / نظم پارے کو پس منظر اور پیش منظر کے ساتھ سمجھنا سیاق و سباق سمجھنا کہلاتا ہے۔

۲۔ اگلے صفحے پر درج شدہ نظمیہ بند کا مرکزی خیال اور سیاق و سباق لکھیں۔

اوجِ زمیں سے، پست تھا، چرخِ زبر جدی
کوسوں تھا، سبزہ زار سے، صحرا زمردی

ہر خشک و تر پہ تھا، کرم بحر سرمدی
بے آب تھے مگر، دُرِ دریائے احمدیﷺ

روکے ہوئے تھی، نہر کو، اُمت رسولﷺ کی
سبزہ ہرا تھا، خشک تھی، کھیتی بتولؓ کی

۳۔ طرزِ تحریر یا اسلوبِ تحریر کے حوالے سے گذشتہ صفحات میں سرگرمی آچکی ہے۔ آپ انھی نکات کو پیش نظر رکھتے ہوئے درج ذیل نظمیہ بند جو کہ میر انیسؔ کے ایک مرثیے سے اخذ شدہ ہے، پڑھ کر میر انیس کے طرزِ تحریر کی شناخت کریں۔

شیر اُٹھتے تھے نہ دھوپ کے مارے کچھار سے
آہُو نہ مُنھ نکالتے تھے، سبزہ زار سے
آئینہ مہر کا تھا، مکدر غبار سے
گردوں کو تپ چڑھی تھی، زمیں کے بخار سے
گرمی سے مضطرب تھا، زمانہ زمیں پر
بھن جاتا تھا، جو گرتا تھا دانہ زمیں پر

لکھنا

۴۔ شاملِ نصاب نظم "آمدِ صبح"، میں موضوعات کی شناخت کرتے ہوئے اس کی وضاحت کے لیے اپنی رائے کا زبانی اظہار کریں۔ مثال کے طور شاملِ نصاب مرثیے کے پہلے چار بند صبح کی منظر کشی پر مشتمل ہیں۔ میر انیسؔ کو منظر نگاری میں کمال حاصل تھا اس مقصد کے حصول کے لیے انھوں نے علمِ بیان اور علمِ بدیع کی مختلف صورتیں استعمال کیں۔ بند نمبر ۵ تا ۷ میں جو موضوع بیان ہوا ہے، اسے دیگر طلبہ کے سامنے زبانی طور پر بیان کریں۔ یہ بات ذہن میں رہے کہ علمِ بدیع سے مراد کلام کو خوب صورت بنانے کے لیے مختلف صنعتوں کا استعمال ہے۔ جیسے صنعتِ تکرار، صنعتِ تضاد، صنعت تلمیح وغیرہ۔ جب کہ علمِ بیان میں کلام کو معانی کے حوالے سے پُر اثر بنایا جاتا ہے۔ یہ تشبیہ، استعارہ، کنایہ اور مجاز مرسل پر مشتمل ہوتا ہے۔

۵۔ یہ نظم آپ نے پڑھی۔ درج ذیل نظمیہ بند کے اشعار کی حوالوں کے ساتھ تشریح کریں اور اپنی تحریری / زبانی رائے بھی دیں۔

اوجِ زمیں سے پست تھا چرخِ زبر جدی
کوسوں تھا سبزہ زار سے صحرا زمردی
ہر خشک و تر پہ تھا کرم بحر سرمدی
بے آب تھے مگر دُرِ دریائے احمدیﷺ

روکے ہوئے تھی نہر کو اُمت رسول ﷺ کی
سبزہ ہرا تھا، خشک تھی کھیتی بتولؓ کی

تھا بس کہ، روزِ قتل شہِ آسماں جنابؓ
نکلا تھا خوں ملے ہوئے، چہرے پہ آفتاب
تھی نہرِ علقمہ بھی، خجالت سے آب آب
روتا تھا، پھوٹ پھوٹ کے، دریا میں ہر حباب
پیاسی جو تھی، سپاہِ خدا، تین رات کی
ساحل سے، سر پٹکتی تھیں، موجیں فرات کی

قواعد/زبان شناسی

تراکیبِ لفظی

ترکیب لفظی کے معانی ہیں الفاظ کی ساخت، وضع یا بناوٹ۔ جملے کے اجزائے ترکیبی کا تجزیہ یعنی جملے میں استعمال ہونے والے ہر لفظ کی قواعدی حیثیت کا تعین کرنا بھی ترکیب لفظی کہلاتا ہے۔ جملے کے بنیادی طور پر دو حصے ہوتے ہیں یعنی مسند الیہ اور مسند۔ انھیں اسناد بھی کہا جاتا ہے۔ جملہ اسمیہ میں مسند الیہ اور مسند اسم ہوتے ہیں جب کہ جملہ فعلیہ میں مسند الیہ اسم اور مسند فعل ہوتا ہے۔ تاہم جملہ اسمیہ اور جملہ فعلیہ میں اسناد کی پہچان کے لیے دیگر اصطلاحات بھی استعمال کی گئی ہیں۔ مثال کے طور پر: پاکستان میرا ملک ہے۔ اس جملے میں جب یہ بتائیں گے کہ پاکستان کو مبتدا (مسند الیہ)، میرا ملک کو خبر (مسند) اور ہے کو فعل ناقص کہیں گے۔ اسی طرح: پاکستان میچ جیت گیا۔ اس جملے میں یہ بتانا کہ پاکستان فاعل (مسند الیہ)، میچ، مفعول اور بن گیا فعل (مسند) ہے تو اس سارے عمل کو ترکیب لفظی کہیں گے۔

اس کے علاوہ تراکیبِ لفظی بنانے کی مختلف صورتیں ہیں:

دو مفرد لفظوں کے درمیان زیر یا ہمزہ ڈال کر ایک نئی لفظی ترکیب بنانا جس کے معانی نئے ہوں۔ جیسے موسم اور گرما سے موسمِ گرما، صفحہ اور ہستی سے صفحۂ ہستی۔ تراکیب صرف عربی اور فارسی الفاظ ہی سے بنتی ہیں، ہندی اور دیگر مقامی زبانوں سے لفظی ترکیب سازی ممکن نہیں ہو سکتی۔ ژ، ٹ، ڈ اپنی اصل میں ہندی حروف ہیں۔ اسی طرح بھ، پھ، کھ، ٹھ وغیرہ بھی ہندی الاصل ہیں۔ لفظوں کا ماخذ لغات میں درج ہوتا ہے۔ اس اصول کے تحت "دھیانِ الفت" ایک غلط ترکیب لفظی ہو گی۔ دو سے زائد الفاظ ملا کر بھی تراکیب بنائی جا سکتی ہیں:

مثلاً: علامہ اقبال دو اشعار ملاحظہ ہوں:

ہم سایۂ جبریلِ امیں، بندۂ خاکی
ہے اس کا نشیمن، نہ بخارا نہ بدخشاں
فطرت کا سرودِ ازلی ، اِس کے شب و روز
آہنگ میں یکتا، صفتِ سورۂ رحمان

اگر تراکیب لفظی میں دونوں الفاظ عربی زبان کے ہوں تو دونوں کے درمیان "ال" آئے گا۔ مثلاً: رب العالمین، سیرت النبی، ختم الرسل۔
ہندی اور دیگر مقامی زبانوں میں الفاظ ایک ساتھ تحریر ہوتے ہیں جیسے: تاریک رات، کالی آنکھیں، کڑوا پھل، آنکھ مچولی۔

تراکیب لفظی کے حوالے سے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہر پندرہ بیس سال کے بعد لغت، از کار رفتہ ہو جاتی ہے۔ لفظ معانی بدل لیتے ہیں، نئے الفاظ، محاورات اور اصطلاحات آجاتی ہیں۔

۶۔ میر انیس کی شاملِ نصاب نظم میں سے دس تراکیب لفظی کی شناخت کریں اور انھیں اپنے جملوں میں تحریر کریں۔

مرثیہ

"مرثیہ" عربی زبان کا لفظ ہے جو لفظ "رثی" سے مشتق ہے۔ رثی کے معنی ہیں "مُردے پر رونا اور آہ و زاری کرنا۔" یہ صنف عربی شاعری میں رائج تھی۔ عزیزوں اور بزرگ ہستیوں کی موت پر رنج و الم کے جذبات سے لبریز جو اشعار کہے جاتے تھے انھیں اصطلاحاً "مرثیہ" کہا جاتا تھا۔ اُردو میں یہ صنف موضوعاتی لحاظ سے واقعاتِ کربلا سے مخصوص ہو گئی اور اسی مفہوم میں اس نے اُردو شاعری میں بہت ترقی کی تاہم اُردو میں ایسے مرثیوں کی بھی کمی نہیں جو مختلف لوگوں کی اموات پر اظہارِ غم کے لیے لکھے گئے ہوں۔ ایسے مرثیوں کے لیے "شخصی مرثیہ" کی اصطلاح رائج ہے۔ چہرہ، سراپا، رخصت، آمد، رجز، رزم، شہادت اور بین مرثیے کے اہم اجزا سمجھے جاتے ہیں۔

۷۔ شاملِ نصاب مرثیے کا حصہ پڑھ کر بتائیں کہ یہ متن مرثیے کا کون سا جزو ہے؟ چہرہ، آمد یا شہادت

سرگرمی

سکول کی لائبریری سے میرزا دبیر کے مرثیوں کا مجموعہ جاری کرائیں۔ میرزا دبیر اور میر انیس کے کسی ایک ایک مرثیے کا خاص طور پر مطالعہ کریں۔ استادِ محترم/استانی صاحبہ کے لیکچر کی روشنی میں دونوں شعرا کے طرزِ تحریر کی شناخت کریں۔ جہاں مشکل پیش آئے استاد محترم/استانی صاحبہ سے مزید رہنمائی لے لیں۔